WWW.NAFSEISLAM.COM

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توحیدِ باری تعالیٰ اور شرک کی حقیقت

یعنی ”کسی کو شریک ٹھہرانے سے مراد یہ ہے کہ مجوسیوں کی طرح کسی کو الٰہ (خدا) اور واجب الوجود سمجھا جائے یا بت پرستوں کی طرح کسی کو عبادت کے لائق سمجھا جائے۔“

نوٹ:۔ واضح رہے کہ یہ تعریف علامہ تفتازانی علیہ الرحمۃ کی اس معتمد علیہ مشہور زمانہ تصنیف ”شرح عقائد نسفی“ سے لی گئی ہے جو درسِ نظامی (عالم کورس) میں شامل ہے۔

اس عبارت کی شرح میں سیدی عبدالعزیز ہاروی علیہ الرحمہ شرح نبراس صفحہ 265 میں فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ ”مجوسیوں کا اعتقاد تھا کہ دو خدا ہیں ایک یزدان جو خیر کا خالق ہے اور ایک ہرمن جو شر کا خالق ہے۔“

ہم نے شرک کی تعریف کی مدد سے جان لیا کہ دو خداؤں کا ماننے والا مشرک ہوگا جیسے مجوسی (آگ پرست) اس طرح کسی کو خدا کے سوا عبادت کے لائق سمجھنے والا مشرک ہوگا جیسے بت پرست جو بتوں کو مستحق عبادت سمجھتے ہیں۔

واجب الوجود اور مستحقِ عبادت صرف اور صرف اللہ ہی کی ذات ہے۔ جب تک کسی کو رب کے برابر یا مستحق عبادت نہ مانا جائے‘ تب تک شرک نہ ہوگا اسی لئے قیامت میں کفار اپنے بتوں سے کہیں گے۔

ترجمہ کنزالایمان:۔ ”خدا کی قسم! بے شک ہم کھلی گمراہی میں تھے جب کہ تمہیں رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے۔“ (سورۃ الشعراء آیت 97'98)

شرک کی اقسام

شرک کی تین قسمیں ہیں۔

1......شرک فی العبادۃ 2......شرک فی الذات 3......شرک فی الصفات

شرک فی العبادۃ

شرک فی العبادۃ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو مستحق عبادت سمجھا جائے۔ رب العالمین عزوجل نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ:۔"اور آپ کے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کرو"

(پارہ 15 سورہ بنی اسرائیل آیت 28)

شرک فی الذات

شرک فی الذات یہ ہے کہ کسی ذات کو اللہ تعالیٰ جیسا تسلیم کیا جائے جیسا کہ مجوسی خداؤں کو مانتے تھے۔

شرک فی الصفات

کسی ذات وغیرہ میں اللہ تعالیٰ جیسی صفات ماننا شرک فی الصفات کہلاتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ جیسی صفات کسی نبی علیہ السلام میں مانی جائیں یا کسی ولی علیہ الرحمۃ میں تسلیم کی جائیں، کسی زندہ میں مانی جائے یا فوت شدہ میں، کسی قریب والے میں تسلیم کی جائیں یا دور والے میں، شرک ہر صورت میں شرک ہی رہے گا جو نا قابل معافی جرم اور ظلمِ عظیم ہے۔

شرک کی مذمت

☆اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ کنزالایمان:۔

ترجمہ:۔"بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک (وکفر) کیا جائے اور شرک (وکفر) کے علاوہ جو کچھ ہے معاف فرمادیتا ہے۔" (سورۃ النساء)

ترجمہ کنزالایمان:۔ اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ دور کی گمراہی میں پڑا"

ترجمہ کنزالایمان:۔ اور جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا اس نے بڑا گناہ کا طوفان باندھا۔"

بلاشک وشبہ مشرک ظلمِ عظیم کا مرتکب، محروم المغفرت، صریح گمراہ ہمیشہ جہنم میں سڑنے والا، بدبخت، نامراد اور یقیناً دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ہم شرک فی الصفات کو دیں گے کیونکہ اکثر اوقات شیطان لعین شرک فی الصفات سمجھنے سے روکتا ہے۔چنانچہ شیطان نے یہ اصول مرتب کیا کہ لفظوں کا ایک ہونا شرک کہلاتا ہے۔شیطان کا مذکورہ اصول ہر قرآن پڑھنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج کے مترادف ہے کیونکہ قرآن پاک میں کئی مثالیں ایسی ہیں جن میں اللہ عزوجل اور اس کے محبوبین کے درمیان لفظاً برابری پائی جاتی ہے۔

آیئے !اس مردودِ لعین سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہوئے نورِ قرآن پاک سے متمتع ہوتے ہوئے قرآنی مثالوں کے ذریعے ہمیشہ کے لئے اپنے ایمان کو فضلِ الٰہی عزوجل سے محفوظ کر لیتے ہیں۔

پہلی مثال :۔قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

ترجمہ:۔"بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر رؤف الرحیم ہے۔"

(سورۃ البقرۃ آیت143)

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

ترجمہ:۔"بے شک تمہارے رب پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا رات مشقت میں پڑنا گراں (بھاری) ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے'مومنوں پر" رؤف اور رحیم ہیں۔ (سورۃ التوبہ آیت 128)

پہلی قرآنی مثال پر غور کریں !سوال پیدا ہوتا ہے کہ رؤف اور رحیم صفت ثابت کریں تو کیا شرک ہوگا ؟

دوسری مثال :۔قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

ترجمہ:۔تم فرماؤ اللہ کے سوا غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمان اور زمین میں ہیں۔"

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

ترجمہ:۔یعنی"غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر صرف اپنے پسندیدہ رسولوں ہی کو آگاہ فرماتا ہے۔ہر کسی کو (یہ علم)نہیں دیتا۔" (سورۃ جن آیت26'27)

دوسری مثال پر نظر فرمائیں کہ"علم غیب اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔اگر کوئی قرآن پاک کی روشنی میں رسولوں کے لئے علمِ غیب کو مانے تو کیا یہ بھی شرک ہوگا؟

تیسری مثال :قرآن پاک میں ہے۔

ترجمہ:۔اللہ وسعت علم والا ہے۔"

دوسری جگہ حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ (جو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی امت کے ولی ہیں ان) کے لئے علم کی صفت کو ثابت کیا گیا۔ارشاد ربانی ہے۔

لازم آئے گا۔ حضور (ﷺ) رؤف اور رحیم ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی عطا سے۔ اس طرح انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام علمِ غیب جانتے ہیں لیکن باذن اللہ حضرت آصف بن برخیا علم والے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت وطاقت سے مومنین عزت والے ہیں لیکن باذن اللہ اور اسی طرح صالحین مومنین مددگار ہیں۔

لیکن باذن اللہ۔ قرآن پاک کے نور سے معلوم ہوا کہ انبیاء وصالحین کی خوبیوں اور اوصافِ جمیلہ میں باذن اللہ اور عطائی کے معنی پائے جاتے ہیں اگرچہ بظاہر باذن اللہ اور عطائی مذکور نہ ہو۔ مثلاً قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

ترجمہ:۔ ''اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے تمہارے مددگار ہیں۔'' (سورۃ مائدہ آیت 55)

اس آیت مبارکہ میں اللہ کے رسول (ﷺ) اور مومنوں کو مددگار قرار دیا گیا گو کہ باذن اللہ اور عطائی مذکور نہیں لیکن مراد یہی ہے کہ اللہ کے رسول (ﷺ) اور مومنین مدد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اذن اور عطا سے۔

ان آیات کے تحت معلوم ہوا کہ صحابہ علیہم الرضوان کا براہ راست رسول اللہ (ﷺ) کو مدد کے لئے پکارنا اور مومنین کا حضور غوث پاک سے مدد طلب کرنا باذن اللہ کے تحت ہے یعنی المدد یارسول اللہ کے معنی ہیں۔

''اے اللہ کے رسول (ﷺ) اللہ کے اذن سے مدد فرمایئے''

واضح رہے کہ یہ مدد طلب کرنا شرک نہیں کیوں کہ صالحین اللہ کی عطا سے مدد کرتے ہیں۔

جو ذات باری عزوجل عطا فرما رہی ہے اس میں اور جس کو عطا کیا جا رہا ہے ان حضرات قدسیہ میں برابری کا تصور محال ہے اور جب برابری نہیں تو شرک کہاں رہا؟ اس اصول کو سمجھنے کے لئے سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت الشاہ احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کی عطا کردہ مثال انتہائی مفید ہے۔ خوب یاد رکھیں! جہاں باذن اللہ اور عطائی کا ذکر آجائے' شرک کا تصور محال اور ناممکن ہو جاتا ہے مذکورہ مثالوں میں باذن اللہ یا عطائی کے معنی نہایت واضح ہیں۔

الوہیت عطائی نہیں ہوسکتی

اللہ تعالیٰ سب کچھ دے سکتا ہے مگر الوہیت کا دنیا ممکن نہیں کیوں کہ یہ مستقل ہے اور عطائی چیز مستقل نہیں ہوسکتی۔ الوہیت استقلال ہی کے معنی میں ہے لیکن مشرکین کا تصور یہ تھا کہ انہوں نے کہا لات ومنات وغیرہ

ایسے زاہد وعابد لوگ تھے کہ اللہ نے کہا تمہاری عبادت کمال کو پہنچ گئی اب تم پر میں یہ عنایت کرتا ہوں کہ تم آزاد ہو میں تم پر کچھ فرض کرتا ہوں اور نہ کوئی پابندی لگاتا ہوں پس اس طرح انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے تمام معبودوں کو الوہیت دے دی جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو وصف الوہیت عطا فرمادیا ہے وہ مشرک وملحد ہے۔(ملاحظہ کریں :مقالات غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ)

مسلمانوں کا عقیدہ

مشرکین غیر اللہ کے لئے عطائے الوہیت کے قائل تھے اور مومنین کسی مقرب سے مقرب ترین حتیٰ کہ حضور سید المرسلین (ﷺ) کے حق میں بھی الوہیت اور غنائے ذاتی کے قائل نہیں ہیں۔یعنی سردار انبیا (ﷺ) کو بھی خدا تصور نہیں کرتے۔

صفات باری عزوجل اور صفات حبیب باری (ﷺ) میں فرق

☆اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتی ہیں۔جبکہ

☆حضور اکرم (ﷺ) کی صفات عطائی ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کی صفات قدیم (پہلے اور ہمیشہ سے) ہیں۔جبکہ

☆حضور اکرم (ﷺ) کی صفات حادث (بعد میں) ہیں۔

☆اللہ تعالیٰ کی صفات ابدی ہیں ۔جبکہ

☆حضور اکرم (ﷺ) کی صفات غیر ابدی ہیں۔

☆اللہ تعالیٰ کی صفات غیر مقدور (یعنی کسی کے تابع وزیر اثر نہیں) ہیں جبکہ

☆جبکہ حضور (ﷺ) کی صفات مقدور (اللہ تعالیٰ کے زیر اثر) ہیں۔

امت محمدی (ﷺ) کبھی شرک پر متفق نہیں ہو گی

حدیث شریف :۔حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ سرکار اعظم (ﷺ) منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا بے شک میں تمہارا سہارا اور تم پر گواہ ہوں اللہ کی قسم !میں اپنے حوضِ کوثر کو اس

وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور بے شک زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں اور بے شک مجھے یہ خطرہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے مجھے تو اس بات کا ڈر ہے کہ تم دنیا کے جال میں پھنس جاؤ گے۔ (بحواله:.بخاري شريف)

سرکار اعظم (ﷺ) کا فرمان ایک طرف اور سارے مذہب مفتیوں کے فتوے ایک طرف۔ جب میرے مصطفیٰ (ﷺ) نے فرمادیا کہ میری امت کبھی شرک پر متفق نہیں ہوگی تو پھر امتِ مصطفیٰ کیسے مشرک ہو سکتی ہے البتہ مسلمانوں پر شرک کے فتوے لگانے والے خود مشرک ہو جائیں گے۔